سوال

ی شرا(3) 423

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وکالت وبیرسٹری جو محکمہ جات عدالت وفوجداری میں مروج ہے، کیا گورنمنٹ انگریزی کیا ریاست حیدر آباد وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کالت کی تین صورتیں ہیں:

1۔ وکالت امور معلوم الجواز والحقیة میں، یعنی ایسے امور میں جن کو وکیل جانتا ہو کہ یہ امور شرعاً جائز وحق ہیں۔

2۔ وکالت امور معلوم عدم الجواز والبطلان میں، یعنی ایسے امور میں جن کو وکیل جانتا ہو کہ یہ امور شرعاً باطل وناجائز ہیں۔

3۔ وکالت امور غیر معلوم الجواز والبطلان میں، یعنی ایسے امور میں جن کو وکیل نہیں جانتا ہو کہ یہ امور شرعاً جائز وحق ہیں۔ یا ناجائز وناحق۔

ل صورت جائز ہے اور دوسری وتیسری صورت ناجائز۔ پہلی صورت کے جواز کی دلیل ہے۔

ا عَلَى البِرِّ وَالتَّقوىٰ...٢... سورة المائدة

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو''

مَن يَشفَع شَفـٰعَةً حَسَنَةً يَكُن لَهُ نَصيبٌ مِنها...٨٥... سورة النساء

سفارش کرے گا، اچھی سفارش، اس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوگا''

حمد وابوداود عن عبداللہ بن عمر مرفوعا من خاصم فی باطل وہو یعلمہ لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتی ینزع "[1]

ر ابوداود رحمة اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: جس نے جانتے بوجھتے ہوئے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہے گا، حتی کہ اس سے باز آجائے''

عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال: قلت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما العصبیة؟ قال: ((ان تعین قومک علی الظلم))[2]

ہے۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عصبیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اپنی قوم کے لوگوں کی مدد کرے، حالانکہ وہ ظلم پر ہوں''

بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ((خیرکم المدافع عن عشیرته مالم یاثم))[3]

الیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے، بشرطیہ کہ وہ گناہ نہ ہو''

بادة بن کثیر الشامی عن اہل فلسطین عن امراة منہم یقال لہا فسیلة انہا قالت: سمعت ابی یقول: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! امن العصبیة ان یحب الرجل قومه؟ قال: ((لا ولکن من العصبیة ان ینصر الرجل علی(مشکوٰة)[4] باب الشفاعة فی الحدود فصل ثانی وباب المف

نے روایت کیا ہے۔ عبادہ بن کثیر الشامی اہل فلسطین سے روایت کرتے ہیں، وہ فسیلہ نامی اپنی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ بھی عصبیت ہے کہ

سری صورت کی ناجوازی کی دلیل ہے:

وَلا تَقفُ ما لَيسَ لَكَ بِهِ عِلمٌ...٣٦... سورة الإسراء

س چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں''

دوابن ماجہ عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((القضاة ثلاثة)) واحد فی الجنة واثنان فی النار فاما الذی فی الجنة فرجل عرف الحق فقضی به ورجل عرف الحق فجار فی الحکم فهو فی النار ورجل قضی للناس علی جهل فهو فی النار (مشکوٰة)[6]، باب العمل فی القضاء والخوف منه فصل ثانی)

ماجہ رحمة اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ بریدة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا: حاکم تین طرح کے ہیں: دو دوزخی اور ایک جنتی، جس حاکم نے حق والے کا حق پہچان لیا اور اسی کے مطابق فیصلہ بھی کیا، وہ حاکم جنتی ہے اور جس حاکم نے حق والے کا حق تو پہچان لیا، لیکن فیصلہ اس کے مطابق نہیں

دیث میں جو وعید ہے، اگرچہ قضا علی جہل میں وارد ہے، یعنی اس قاضی کے بارے میں جو حق وناحق کی تحقیق نہیں کرتا اور یوں ہی انڈ کا سنڈ فیصلہ کردیا کرتا ہے، لیکن اصل معصیت جو مناط وعید ہے، یعنی بلا تحقیق حق وناحق کے ایک جانب کا طرفدار ہوجانا، یہ امر اس قضا اور صورت ثالثہ وکالت دونوں میں مشترک

ان علی خصومة لایدری احق ام باطل فہو فی سخط اللہ حتی ینزع (مشکوٰة)[7] شریف باب الحدود فصل ثانی)

سی جھگڑے پر اعانت کی جب کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق ہے یا باطل تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اس سے دست کش ہو جائے) کی بالخصوص صحت یا عدم صحت معلوم نہیں، کیونکہ بیہقی یہاں موجود نہیں ہے کہ اس میں اس کی سند دیکھ کر کچھ حکم لگایا جائے، لیکن اس کے مضمون کی تائید دوسرے اور

---

[1] مسند أحمد (۲/ ۷۰) سنن أبي داوٗد، رقم الحدیث (۳۵۹۷)

[2] الحدیث (۵۱۱۹) اس کی سند میں "بشیر الدمشقی" راوی ضعیف ہے۔

[3] سنن أبي داود، رقم الحدیث (۵۱۲۰) یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام ابو داود رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أیوب بن سوید ضعیف"

[4] مسند أحمد (۴/ ۱۰۷) سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۳۹۴۹) اس کی سند میں "عباد بن کثیر" راوی متروک ہے۔ درحقیقت یہ وہی حدیث ہے، جو اوپر واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزری ہے۔

[5] المصابیح (۳/ ۶۴)

[6] سنن أبي داود، رقم الحدیث (۳۵۷۳) سنن الترمذي، رقم الحدیث (۱۳۲۲) سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۲۳۱۵) سنن النسائی الکبریٰ (۳/ ۴۶۱) المستدرک (۴/ ۹۰) بلوغ المرام (۱۳۹۷)

[7] شعب الإیمان (۵/ ...) یہ صحیح ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری](#)

کتاب البیوع، صفحہ: 640

محدث فتویٰ